سوموار
21- اگست 1995ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر 22
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 45-80 نمبر 186 | سوموار-23 ربیع الاول-1416ھ' 21 ظہور 1374ھش' 21-اگست 1995ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخر ایک نہ ایک دن دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا ہے

یہ بات خوب ذہن نشین رہنی چاہئے کہ آخر ایک نہ ایک دن دنیا اور اس کی لذتوں کو چھوڑنا ہے تو پھر کیوں نہ انسان اس وقت سے پہلے ہی ان لذات کے ناجائز طریق حصول چھوڑ دے۔ موت نے بڑے بڑے راستبازوں اور مقبولوں کو نہیں چھوڑا۔ اور وہ نوجوانوں یا بڑے سے بڑے دولت مند اور بزرگ کی پروا نہیں کرتی۔ پھر تم کو کیوں چھوڑنے لگی۔ پس دنیا اور اس کی راحتوں کو زندگی کے منجملہ اسباب سے سمجھو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا ذریعہ۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہر وہ زمانے کا تصور جس میں خدا تعالیٰ کی ذات کی تبدیلی لازم نہ آئے اور ہر وہ زمانے کا تصور جس میں خدا تعالیٰ کا آغاز اور انجام کا تصور نہ آئے وہ زمانہ خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہے کیونکہ کلام الٰہی نے اسے منسوب فرمایا ہے

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 10 مارچ 1995ء مطابق 10 امان 1374 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:

(-) میں نے اپنی ایک رؤیا کے حوالے سے اسماء باری تعالیٰ کا مضمون شروع کیا تھا۔ وقت کی رعایت کے مطابق بنیادی طور پر میں نے اس کا آغاز تو کر دیا تھا مگر بہت سی باتیں ایسی تھیں جو ابھی تشنہ رہ گئی تھیں۔ (-) جب بھی ایک موضوع چھیڑا جاتا ہے خطبات وغیرہ میں تو احمدیوں میں جو ذکی ہیں اور زیادہ فراست رکھنے والے یا علمی ذوق شوق رکھتے ہیں وہ بڑی تیزی کرتے ہیں ان باتوں پر مزید غور کرنے کی اور جلدی میں بسا اوقات حدوں سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔ یہ وہ مضمون ہے جس میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ قطعی طور پر (کلام الٰہی) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) تمہاری بصیرت' تمہاری سوچیں' تمہارے فکر خواہ کتنے ہی روشن کیوں نہ ہوں ناممکن ہے کہ تم خدا کا ادراک کر سکو' ہاں اسی حد تک جس حد تک خود خدا تمہاری بصیرت تک پہنچے وہ خود تم پر معاملات کو روشن فرمانا چاہے۔ پس اسی حد تک تم اس کو پہچان سکو گے جس حد تک وہ خود تم پر جلوہ گر ہو۔

(-) پس وہ بصائر جو خدا کا تم سے تعارف کروا سکتی ہیں وہ ظاہر کر دی گئی ہیں یعنی تمہاری ہمتوں اور عقل کی حدود کی حد تک' پس جو بھی ان سے نصیحت حاصل کرے' ان پر غور کرے' ان سے استفادہ کرے تو اس کے اپنے نفس کے فائدے ہی کے لئے ہے۔ اور جو کوئی ان سے آنکھیں بند کرے گا تو اس کا ضرور اس کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔ وہ بصائر (کلام الٰہی) میں ہیں۔ وہ بصائر اس (کلام الٰہی) کے فہم میں ہیں جو آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا گیا پس خدا کے تعلق میں اس سے آگے زبان کھولنے کی کسی کو اجازت نہیں۔ اگر وہ کھولے گا تو اپنی ہلاکت کا موجب بنے گا۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے اس بارے میں بہت انذار فرمایا ہے کہ تم ایسی بات نہ کیا کرو خدا تعالیٰ کی ذات کو سمجھنے کے متعلق جس کے نتیجے میں تم ہلاک بھی ہو سکتے ہو۔ پس اپنی فکروں کو دوسرے دائروں میں رکھیں مگر اس دائرے کو اس حد تک محدود رکھیں کہ قطعی طور پر (کلام الٰہی) سے جو استنباط کر سکتے ہیں جس کا (کلام الٰہی) بھی موید ثابت ہو اور جس کی حدیث بھی موید ثابت ہو اتنی ہی باتیں کریں' اس سے بڑھ کر اپنے خیالات کو اجازت نہ دیں کہ وہ اس مضمون میں قدم رکھیں۔ اس نصیحت کے ساتھ' اسی آیت کی روشنی میں میں اس مضمون کو کچھ آگے بڑھانا چاہتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعے مجھ پر ظاہر فرمایا اور پھر آگے وہ کھلتا چلا گیا پھول کی طرح اور خود بخود آگے بڑھتا رہا گویا رؤیا ہی کے عالم میں ہوں۔ کچھ حصے میں نے بیان کئے تھے کچھ ابھی باقی تھے۔

ایک میں نے ذکر کیا تھا کہ ہمیں (کلام الٰہی) سے پتہ چلتا ہے (-) ہر دن ہر وقت وہ ایک نئی شان میں ہے یا ایک شان کے ساتھ ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ پس اے بڑے لوگو اور چھوٹے لوگو تم خدا کی کن کن نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ اس ضمن میں ایک حوالہ میں نے انسانی زاویہ نگاہ سے دیا تھا اور اس کے بعد پھر میں نے حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا ایک تائیدی حوالہ اس مسلک کی تائید میں پیش کیا جو میں سمجھا تھا۔ اور پھر میں نے وعدہ کیا تھا کہ باقی مضمون (حضرت بانی سلسلہ) کی تحریرات کی صورت میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ لیکن اس میں کچھ اور باتیں بھی کہنے والی تھیں جو رہ گئی تھیں' جن کے ذکر کے بغیر وہ مضمون مکمل نہیں ہو سکتا۔

سب سے اہم بات جو قابل توجہ ہے وہ یہ ہے کہ زمانہ کیا چیز ہے' کن معنوں میں خدا میں نہیں پایا جاتا۔ جو صرفی اور نحوی تعریف ہے وہ انسانوں کے معاملے میں بھی ناقص ہے اور خدا پر اطلاق کی صورت میں بھی ناقص ہے۔ پس اس کا ایک حصہ جو اطلاق پاتا ہے اس حد تک ہم اطلاق کر سکتے ہیں' اس سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور زمانہ ہے کیا؟ اس کی تعریف وہاں موجود نہیں اس لئے اس کی ایک تعریف ہمیں خود سمجھنی پڑے گی۔ جو تعریف رؤیا کے دوران ہی اور کچھ اس کے بعد مجھ پر روشن فرمائی گئی وہ یہ تھی کہ وہ چیز جس کا آغاز نہ ہو اور انجام نہ ہو اور جس کی ذات میں تبدیلی نہ ہو وہ زمانے سے پاک ہے۔ اور یہ صرفی تعریف نہیں ہے نہ نحوی تعریف ہے وہ اور معنوں میں تعریف ہے۔ مگر اس تعریف نے ایک اشارہ کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس اشارے کو مزید آگے بڑھا کر معاملہ روشن فرما دیا۔ اس لئے بعض ایسی چیزیں ہیں جن میں زمانے کا ایک تاثر ملتا ہے لیکن یہ باتیں اس میں نہیں ہیں۔ پس ہر وہ زمانے کا تصور جس میں خدا تعالیٰ کی ذات کی تبدیلی لازم نہ آئے اور ہر وہ زمانے کا تصور جس میں خدا تعالیٰ کا آغاز اور انجام کا تصور نہ آئے' وہ زمانہ خدا کی طرف منسوب کرنا جائز ہے کیونکہ (کلام الٰہی) نے اسے منسوب فرمایا ہے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتا ہے کہ جب وہ ارادہ کرتا ہے کسی چیز کو پیدا کرنے کا تو "کن" کہتا ہے اور "یکون" شروع ہو جاتا ہے۔ تو جب کرتا ہے وہ کسی وقت سے تعلق رکھنے والی چیز ہے جب "کن" کہتا ہے تو اس سے پہلے وہ چیز وجود میں نہیں ہوتی اور یہ آیات جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں ان کا آغاز بھی اسی مضمون کو بیان فرما رہا ہے۔

"بدیع السموات والارض" وہ ہے جس سے زمین و آسمان کی پیدائش کا آغاز ہوا ہے۔ بدع' ایسے آغاز کو کہتے ہیں جس کو عرف عام میں ہم خلق کا نام دے لیتے ہیں مگر حقیقت میں (کلام الٰہی کی) اصطلاح میں بدع اور خلق میں ایک فرق ہے۔ بدع ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کا کوئی وجود ہی نہ ہو اور خلق اس چیز کو کہتے ہیں کہ ادنیٰ حالت میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں یا کر دی جائیں اور نئی نئی صورتوں میں وہ چیز ظاہر ہونا شروع ہو جائے۔ مثلاً کیمیکلز ہیں۔ کیمیکلز کے آپس میں ملانے سے اور ان کے آپس میں ادلنے بدلنے سے' ان کے فارمولے بدلنے سے نئی نئی چیزیں وجود میں آتی ہیں اور ایک پوری شاخ ہے سنتھیٹک کیمسٹری کی جو صرف اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے کہ ایسی کیمیا بنائی جائیں جن کا پہلے کوئی وجود نہیں تھا مگر کیمیا سے وہ کیمیا بنتی ہے عدم سے نہیں بنتی۔ اس لئے اس کے اوپر بدع کا لفظ نہیں آتا اس کے اوپر خلق کا لفظ آتا ہے اور ضمنی طور پر اور محدود دائرے میں اللہ تعالیٰ بھی انسان کی خلق کا ذکر فرماتا ہے کہ تم جو خلق کرتے ہو اس کے اور بھی معنی ہیں' ایک یہ بھی معنی ہے خدا کی خلق تم سے بہت زیادہ عظمت رکھتی ہے' بہت بڑی ہے' تمہاری خلق کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

بہر حال یہ تو واضح مضمون ہے اس میں غالباً کسی پہلو سے بھی اختلاف کی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

ذات کی طرف محض خلق منسوب نہیں ہوتی' بدع بھی منسوب ہوتی ہے۔ یعنی جب کچھ بھی نہیں تھا ایسی چیزیں اس نے بنائیں جن کا اس سے پہلے وجود نہیں تھا۔ اور زمانے کی تعریف اس پہلو سے ہر مضمون پر صادق آتی ہے لیکن مخلوق کی بدع پر بھی ثابت آتی ہے اور تخلیق پر بھی ثابت آتی ہے نسبتاً اور معنوں میں۔ بدع اس لحاظ سے کہ ایک چیز ایسی پیدا ہوئی جس کا کوئی آغاز' اس آغاز سے پہلے کوئی وجود نہیں تھا اور خلق اس لحاظ سے کہ تبدیلیاں ایسی حیرت انگیز ہوئی ہیں کہ نئی سے نئی چیز اس سے پیدا ہونی شروع ہو گئی اور مسلسل سنتھیسز ہو رہا ہے اور یہ دونوں باتیں خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کائنات میں مسلسل دکھائی دے رہی ہیں آغاز سے لے کر آج تک یہی جاری ہے۔ تو یہ وہ تعریف ہے جو بہت اہمیت رکھتی ہے کہ نہ اس کا آغاز ہو۔ وہ ذات جس کا آغاز نہ ہو انجام نہ ہو۔ جس کے اندر ذات میں تبدیلی نہ پائی جائے' وہ زمانے سے آزاد ہے۔ لیکن وہ وجود جب تخلیق کرتا ہے تو مخلوق کے حوالے سے ایک زمانے کا تصور پیدا ہو جاتا ہے لیکن اس کی ذات میں تبدیلی نہیں آتی۔

یہ وہ مضمون ہے جو قدیم سے فلسفیوں کے زیر نظر بھی رہا ہے اور فلسفیوں کی دنیا میں میرے نزدیک سب سے عظیم فلفی جو آج تک مذہبی دنیا سے باہر پیدا ہوا ہے وہ ارسطو ہے جو افلاطون کا شاگرد تھا اور یہ سکندر اعظم کا استاد بھی رہا ہے۔ افلاطون کی اکیڈمی میں کچھ دیر پڑھتا رہا۔ جب یہ پچیس سال کا تھا تو افلاطون فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس نے اس اکیڈمی سے اپنا تعلق توڑ لیا کیونکہ اس کی سوچیں بہت ہی زیادہ منجھی ہوئی اور اس زمانے سے بہت آگے تھیں جس زمانے میں یہ پیدا ہوا ہے۔ مگر میں ضمناً اس کا اس لئے ذکر کر رہا ہوں۔ یہ وجہ نہیں کہ تمام فلسفہ جو خدا کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اس فلسفے کے اوپر آپ سے گفتگو کروں کیونکہ اتنا بڑا مضمون ہے کہ ضرورت ہے کہ اس کے اوپر اس مضمون کی حیثیت سے الگ غور و فکر کر کے اس کے ماحصل سے جماعت کو مطلع کیا جائے۔ لیکن یہ تقریروں میں بیان ہونے والا مضمون بھی نہیں ہے۔ نہ خطبات میں بیان کیا جا سکتا ہے' کیونکہ بھاری اکثریت جماعت کی جو خطبات اور تقریروں کو سنتی ہے وہ اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے اور علم کے اعتبار سے اس قسم کے مضامین کو ساتھ ساتھ ہضم کرنے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اس لئے اس کا تعلق تحریر سے ہے اور ضروری نہیں ہوا کرتا کہ ہر چیز بیان سے ہی تعلق رکھے۔

(کلام الٰہی) سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان بھی سکھایا یا انسان کو اور کلام بھی سکھایا اور "علم بالقلم" اور قلم سے بھی سکھایا ہے تو جو باتیں قلم سے سکھانے والی ہیں (اللہ نے چاہا تو) اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو آئندہ اسی مضمون کو خالصتاً خدا کے تعلق میں میں جماعت کے سامنے پیش کرنے کی دعا کرتا ہوں کہ مجھے سعادت ملے اور وقت ملا اور سعادت ملی تو پیش کروں گا۔ یہاں صرف ضمنی طور پر بتانا ضروری تھا کہ ارسطو آغاز میں معلوم ہوتا تھا کہ افلاطون کے مقابل پر کم روحانیت رکھتا ہے اور خدا کے تصور میں اس سے پیچھے ہے' بعض دفعہ خدا کے تصور کے برعکس اس کے فلسفے میں حوالے ملتے ہیں۔ لیکن جتنا وہ بڑا ہوا ہے اور جوں جوں اس نے زیادہ غور کیا فلسفے کے نقطہ نگاہ سے سب سے قریب خدا کے وہ پہنچا ہے اور خالصتاً فلسفے کے ذریعے' اہل تجربہ نہیں تھا۔ اس لئے اسے اس حد تک تو علم ہو گیا کہ ہو سکتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ ہو لیکن اس سے تعلق کا جہاں تک معاملہ ہے اس کا کوئی اشارہ بھی ارسطو کی کتابوں میں نہیں ملتا کہ اس نے ایک زندہ ایسے خدا سے تعلق قائم کیا ہو جو انسان سے تعلق کے بعد اس پر اپنی رحمتوں کے یا اپنی شان کے جلوے دکھاتا ہو۔ اسی وجہ سے بعض فلسفیوں نے ارسطو کے متعلق یعنی ماڈرن آجکل کے جدید فلسفیوں اور سائنس دانوں نے بھی ارسطو کو اسی بریکٹ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے جس میں جدید زمانے میں سپائنوزا کا نام لیا جاتا ہے جو ہالینڈ کا یہودی فلفی تھا۔ اس نے بھی خدا کو ایک تصور کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس حد تک معلوم ہوتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ ایسا وجود ہونا چاہئے۔ لیکن ہے کہ نہیں اس سے تعلق قائم ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ نہ صرف یہ کہ یہ ذکر نہیں ملتا بلکہ وہ اس کی نفی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ وہ وجود ہے جو تفصیلی دلچسپی نہیں لیتا اور نہ لے سکتا ہے ان کے نزدیک۔ پس ایک طرف خدا کو مانا دوسری طرف کالعدم کر دیا۔

یہی آئن سٹائن کا حال ہے مگر آئن سٹائن کی سوچ میں دیانت کی کمی ہے اور سپائنوزا کی سوچ میں دیانت کی کمی نہیں ہے۔ جب میں آئندہ اس مضمون پر روشنی ڈالوں گا تو خصوصیت سے آئن سٹائن کا بھی ذکر کروں گا جس نے 1930ء میں نیویارک ٹریبون (New York Tribune) میں مذہب کے متعلق جو مضمون شائع کیا ہے اس میں خدا کی ہستی کے اور مذہب کے خلاف جو دلائل پیش کئے ہیں اور پھر اپنا نظریہ جو پیش کیا ہے وہ اتنا بودا ہے کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ اس زمانے کے دوسرے یورپین فلفی خصوصاً انگریز فلسفیوں سے متاثر ہو کر اس نے کچھ باتیں بیان کی ہیں لیکن آدھی بات کرتا ہے اور پھر رخ بدل لیتا ہے۔ جس سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ دیانت دار نہیں تھا اس معاملے میں۔ کیونکہ اگر دیانتداری سے ان باتوں کو آگے بڑھاتا تو اس نتیجے تک پہنچنا ضروری ہو جاتا جو ارسطو کی عقل نے نکالا۔ پس تھوڑا سا چلتا ہے اور پھر رخ بدل لیتا ہے۔ مثلاً اسباب کا ذکر کرتا ہے اور ہر سبب کا ایک مسبب ہونا چاہئے۔ اسباب جو ہیں دنیا میں' جو چیزیں وجود میں آ رہی ہیں نتیجے ہیں' ان کا ایک نتیجہ پیدا کرنے والا ہونا چاہئے۔ اس مضمون کو شروع کر کے تو پھر آغاز آفرینش کو نظرانداز کر دیتا ہے اور صرف یہ اعتراض کرتا ہے کہ اس لئے ہم یہ تسلیم نہیں کر سکتے کہ ایسا خدا ہو جو وہ دنیا جو ہمیں سبب اور نتیجے کی دنیا نظر آ رہی ہے اس میں نامعقول دخل دیتا رہے کبھی کبھی۔ "میں ہوں" کی خاطر معجزے دکھانے کے شوق میں اس میں دخل اندازی کرے یہ عقل کے خلاف بات ہے اس لئے کوئی خدا ایسا نہیں ہے۔ اب یہ سوچ صاف بتا رہی ہے کہ وہ جو منطقی نتیجہ نکلنا چاہئے تھا سبب اور نتیجے کا' اس کا آغاز سے ذکر چاہئے تھا۔ اور خود جانتا ہے' آئن سٹائن اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ جو بھی تبدیل ہونے والی مادی کائنات ہے یہ ہمیشہ سے نہیں ہو سکتی۔ تو اس طرف پہنچنے کی بجائے جہاں خدا دکھائی دے سکتا تھا وہ ایک اور طرز فکر میں داخل ہو جاتا ہے اور عمداً اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ دیانت کے خلاف ہے کہ وہ اتنا ذہین آدمی تھا کہ میرے نزدیک یہ قابل قبول ہی نہیں ہے کہ اس کی توجہ اس طرف نہ کی گئی ہو۔ پس توجہ بٹنی چاہئے تھی' گئی ہو گی' لیکن نظرانداز کرتا ہے۔ دوسرے جو اس کے استدلالات ہیں ان سب میں یہی بات پائی جاتی ہے۔ مگر ارسطو بہت دیانت دار تھا۔ اس کی سوچ انتہائی منطقی اور کامل دیانتداری پر مبنی تھی۔ ایک وقت وہ تھا جبکہ عملاً وہ خدا کے تصور سے دور تھا کیونکہ وہ یہ سوچتا تھا کہ روح مادے ہی کی ایک صفت ہے۔ اور یہ فلسفہ افلاطون سے اس نے لیا اور پھر آگے اس کو بڑھایا۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ جو صفات ہیں وہ منحصر ہے مادے پر اور روح بھی مادے ہی کی ایک صفت ہے۔ پس جب مادہ ختم ہوا تو روح بھی ختم ہو گئی۔ یہ آغاز میں اس کی سوچ تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ مادہ آیا کیسے اور مادہ اگر تبدیل ہو رہا ہے اور یہ دونوں جانتے تھے کہ مادہ تبدیل ہو رہا ہے تو پھر آغاز کیسے ہوا۔ تو ایک ایسے خدا کے تصور تک پہنچے جس کو انہوں نے مادہ کہا اور مادہ اول اور وہ مادہ اول غیر مبدل تھا اور اس کے نتیجے میں پھر وہ سب مادے پیدا ہوئے جو اول محرک کے نتیجے میں حرکت میں آ گئے لیکن اول محرک ساکن تھا۔ یہ ایک فلسفیانہ ایک شعبدہ تھا مگر اس میں منطق ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن آخری بات کا حل کوئی نہیں۔ ارسطو نے جب مزید غور کیا اس بات پر تو اس کی جو آخری سب سے اہم کتاب ہے میرے نزدیک لیکن اور بھی بڑی اہم کتابیں ہیں میٹا فزکس Mata Physics اس میں وہ یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ خدا مادہ نہیں ہے کیونکہ مادہ بغیر تبدیلی کے ہمیں کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ وہ ایک ہی چیز ہے جس کو ہم صرف مائنڈ (Mind) کہہ سکتے ہیں اور مائنڈ کی حرکت جو ہے وہ تبدیلی کو نہیں چاہتی اس لئے وہ Eternal ہو سکتا ہے۔ یہ جو ارسطو کی سوچ تھی اس زمانے کی تعریف کے مطابق ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی تھی۔

پس ہر وہ زمانے کا تصور جو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف منسوب ہو سکتا ہو' جس میں تبدیلی لازم نہ آئے اور آغاز یا انجام کا کوئی تصور موجود نہ ہو' یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات کے تعارف کے دوران بہت سی ایسی باتیں بیان فرماتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر تبدیلی کے بغیر بھی' یعنی ذات میں تبدیلی نہیں' مگر صفات کے جلوے اپنی شان بدلتے ہیں۔ اور صفات کے جلووں کی شان جب کہ ذات میں تبدیلی نہ ہو' یہ ان معنوں میں زمانہ نہیں ہے جس کا کوئی آغاز ہونا چاہئے۔ یا جس کا کوئی انجام ہونا چاہئے۔

پس "کل یوم ھو فی شان" میں ایک یہ بھی مضمون ہے کہ اس کی صفات جلوے دکھا رہی ہیں اور ایک ہی جلوے پر Stationary نہیں ہیں۔ ایک جلوے پر جامد نہیں ہیں کیونکہ ایک جلوے پر اگر وہ جامد ہوں تو پھر ایک ایسی باشعور ہستی جو موقع اور محل کے مطابق فیصلے کرتی ہو اور کر سکتی ہو اس کا وجود مٹ جاتا ہے۔ اسی لئے آغاز میں جب ارسطو کا یہی رجحان تھا تو اس نے قطعی طور پر ایسے خدا کا انکار کیا جو انسانی معاملات میں دلچسپی لیتا ہو۔

افلاطون نے اس کے برعکس ایک ایسے خدا کا وجود پیش کیا جس کا انسانی معاملات سے تعلق ہے۔ لیکن اس کی سوچوں پر چونکہ اس زمانے کے فرضی خداؤں کا بھی اثر تھا' دیوتاؤں وغیرہ کا' اس لئے وہ سوچ کچھ ملی جلی سی گئی ہے۔ کچھ ان روایتوں کے تعلق میں جو اس زمانے میں چلی آتی تھیں کہ بہت سے دیوتا ہیں' کچھ اس کی اپنی طبعی فطرت کی روشنی کے نتیجے میں' کہیں واحد خدا کا ذکر اس کی سوچوں میں ملتا ہے' کہیں دوسرے خداؤں کا ذکر بھی مل جاتا ہے۔ مگر یہ مضمون ایسا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا میں اسے الگ پیش کروں گا۔

اس وقت میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ شانوں کی تبدیلی زمانے کو نہیں چاہتی۔ شانوں کی تبدیلی اس زمانے کو نہیں چاہتی جس سے ذات تبدیل ہو اور بیک وقت مختلف جو اظہار ہیں وہ درحقیقت مخلوق کی محدود نظر اور مخلوق کے تقاضوں کی خاطر لازمی ہیں۔ ایک انسان میں اپنی ذات پر اگر آپ سوچیں تو کچھ نہ کچھ اس کی سمجھ میں آ سکتی ہے باوجود اس کے کہ (۔) خدا جیسی کوئی چیز نہیں۔ جن سائنس دانوں نے خدا کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے اکثر و بیشتر یہی وجہ ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی ذات کو پروجیکٹ کر کے پوری طرح خدا پر اس کی حدود عائد کرنے کی کوشش کی۔ یہ ناممکن تھا۔ کیونکہ تخلیق سے خالق کی پوری پہچان ممکن نہیں ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ اس کی بعض صفات کو پہچان لیا جائے اس کی چھاپ دیکھ کر اندازہ ہو لیکن اس کا حدود اربعہ معلوم ہو جائے تخلیق سے' یہ ناممکن ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوائی جہاز کتنے Complicated پیدا ہو چکے ہیں مگر اگر بعد میں کسی زمانے میں جب کہ انسان کی سوچ اور بھی ترقی کر گئی ہو ہوائی جہاز ایسا دریافت ہو جو زمین میں دبا ہوا ملے اور میں یہ کہہ رہا ہوں سوچ ترقی کر گئی' میرے ذہن میں جو Scenario ہے کہ دنیا مثلاً ایک دفعہ مٹ جاتی ہے۔ پھر تخلیق ہوتی ہے کوئی سوچنے والا باشعور جاندار ایسا ہے جو بہت ترقی کر جاتا ہے مگر اس کے Dimention اور ہیں اس لئے اس کی ترقی کے رستے الگ الگ ہیں' ممکن ہے' (کلام الٰہی) سے ثابت ہے' اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ممکن ہے' بلکہ ضرور ہو گا۔ تو اس وقت اگر جہاز دریافت ہو جائے اور ان لوگوں کو اتنی دور کا واقعہ ہو کہ براہ راست انسان کے متعلق کچھ پتہ نہ ہو کھدائیوں سے چیزوں سے وہ معلوم کرنے کی کوشش کریں تو ہوائی جہاز کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ انسان کی دو ٹانگیں تھیں' دو ہاتھ تھے' دماغ اس طرح تھا' آنکھیں یہاں لگی ہوئی تھیں اس کا ظاہری حلیہ بھی نہیں پہچان سکتا۔ اس کی اندرونی سوچوں تک اس کی رسائی ناممکن ہے۔ صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ کوئی باشعور ہستی تھی اور کوئی بہت ہی بااقتدار ہستی تھی۔ اس کی عقل بھی تیز تھی اور اس کی چیزوں تک رسائی بھی بہت تھی وہ جو سوچتا تھا اسے کر دکھاتا تھا۔

تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کی جو شان ہے جلوہ گری ہے وہ مخلوق میں بھی ہے' تخلیق میں بھی ہے' لیکن اس کے ذریعے آپ اس تک پہنچ نہیں سکتے۔ صرف یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کوئی باشعور بااقتدار ہستی ہے جو بہت ہی گہرے تدبر کی مالک ہے اور اس کی باتیں کوئی بھی باطل نہیں ہیں۔ کیونکہ جو کائنات اس نے پیدا کی ہے وہ باطل سے عاری ہے۔ تو باشعور' بالارادہ' بہت ہی گہرے فکر والی ہستی جو پیدا کر رہی ہے اس کی اپنی ذات کیا تھی؟ کب تھی؟ ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ سوائے اس کے کہ جو وہ خود ہمیں بتائے۔

اس پہلو سے جب ہم آیت الکرسی کے ایک حصے پر غور کرتے ہیں تو ایک نیا مضمون ہمارے سامنے ابھرتا ہے (-) عام طور پر جو مفہوم سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جن چیزوں کا خدا کو علم ہے اور خدا کو ہر چیز کا علم ہے یعنی اس کی مخلوقات اس پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتیں۔ اس کے کسی حصے کا بھی (-) سوائے اس کے کہ اللہ چاہے اور اتنا ہو گا جتنا خدا چاہے گا۔ تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے اپنی ذات کے متعلق جو تعارفات ہیں' وہی ہیں جو ہماری راہنمائی کریں گے اسماء الذات کی طرف۔ اور (کلام الٰہی) میں وہ کامل طور پر اس درجہ کمال تک موجود ہیں جس درجہ کمال تک انسان ان کو سمجھنے کی صلاحیتیں لے کے پیدا ہوا ہے' اس سے آگے نہیں۔

اور آنحضرت ﷺ اس پہلو سے وہ آدم ہیں جن کو (تمام اسماء) تمام کے تمام سکھائے گئے' یعنی انسانی سوچ کی حد تک اسماء جتنے بھی انسان سمجھ سکتا تھا اور انسان جس کائنات میں پیدا ہوا ہے اس کی ضرورتوں کے تعلق میں انسان جس حد تک بھی صفات باری تعالیٰ کا علم حاصل کر سکتا تھا وہ تمام صفات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمائے گئے۔ اب یہ جو نزول ہے یہ بھی ایک شان ہے۔ اور اس سے پہلے نازل نہیں فرمائے گئے تو یہ زمانہ پایا گیا۔ لیکن اس بات کے مخالف نہیں ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کیونکہ یہ زمانہ تبدیلی ذات کو نہیں چاہتا بلکہ ایک دائمی صفت کی ضرورت کے مطابق وقتاً فوقتاً جلوہ گری کو چاہتا ہے۔

پھول میں بھی بعض اوقات مختلف صفات جلوہ گر ہوتی ہیں مگر اس میں زمانہ اس لئے پایا جاتا ہے کہ ہر صفت جو اس کی ظاہر ہوتی ہے اس کے پیچھے اس کی ذات میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ جب تک وہ تبدیلی واقع نہ ہو پھول کی کوئی صفت ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اگر رنگ بدلا ہے تو اندر ذات بدلی ہے تب رنگ بدلا ہے۔ اگر خوشبو بدلی ہے تو ذات بدلی ہے تو رنگ بدلا ہے۔ اگر پھل کھٹا ہوا ہے یا میٹھا ہوا ہے تو ذات کی تبدیلی سے ایسا ہوا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی ذات میں یہ تبدیلی ممکن نہیں۔

اب وہ بحث جس کا میں نے ذکر کیا تھا Prime Mover والی بحث اس میں ارسطو تو یہ بات کہہ کر مطمئن ہو جاتا ہے کہ ہے تو اول ہی مگر چونکہ عقل ہے اس لئے اس میں ذات کی تبدیلی کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ مادہ نہیں ہے۔ یہ حق کی اور حکمت کی قریب ترین بات ہے جس تک وہ تمام کائنات' دنیا میں اب تک جتنے فلسفی پیدا ہوئے ہیں ارسطو پہنچا ہے۔ آج کل کے ماڈرن فلسفی بھی اس بات سے کوسوں پیچھے ہیں ابھی تک۔ اس لئے اس کی عظمت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو زمانے سے پاک ہے زمانہ پیدا کرنے کے تعلق میں تخلیق کا ذکر فرمایا اس کو ارادے سے باندھا ہے اور ارادہ کسی ذات کی تبدیلی کو نہیں چاہتا۔ آپ اپنے ارادوں پر غور کر کے دیکھ لیں آپ مختلف وقتوں میں ایک ارادہ کر سکتے ہیں' ایک فیصلہ کر سکتے ہیں' کبھی کر لیتے ہیں کبھی نہیں کرتے۔ ارادے میں آپ زمانے کے پابند نہیں ہیں۔ ایک امکان آپ کے سامنے روشن ہوتا ہے کہ میں یہ کروں یا یہ نہ کروں اور آپ مختار ہو جاتے ہیں بعض صورتوں میں کہ اچھا یہ کرتا ہوں یہ نہیں کرتا۔ اس ارادے کے اندر کوئی توانائی ضائع نہیں ہوتی لیکن ارادے پر جب عمل ہوتا ہے تو پھر توانائی کا دور شروع ہوتا ہے۔ انسان کی مثال خدا پر صادق اس لئے نہیں آ سکتی پوری طرح کہ انسان خود اپنے کارخانے پر اپنے ارادے کا اثر ظاہر کرتا ہے۔ پس انسان کے ہر ارادے سے اس کی ذات کی تبدیلی لازم ہے۔

جب بھی کوئی ایک انسان ارادہ کرتا ہے یا اس کی ذات میں کوئی تبدیلی ضرور ہو گی پس اب میں نے ارادہ کیا کہ میں مکھی کو ماروں تو میرا ہاتھ اٹھے گا اور نشانے پر گرے گا اگر نشانہ اچھا ہوا اور مکھی زیادہ تیز نہ ہو تو اس کو مارنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مگر ایک حرکت لازم ہے۔ اور جب تک حرکت نہ ہو ارادہ عمل میں نہیں آتا۔ وہ محض ایک سوچ ایک امکان ہے' وجود کا ایک امکان۔ اور اس پہلو سے آپ کا ارادہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اب دیکھیں ارادے کی طاقت کتنی ہے اگر اسے فساد پر استعمال کیا جائے تو جنگ عظیم ایک ہٹلر کا ارادہ تھا۔ کتنی بڑی قیامتیں ٹوٹی ہیں اس کے نتیجہ میں۔ کروڑہا کروڑ ٹن بم گرائے گئے ہیں دنیا کو خاکستر بنانے کے لئے۔ کتنی حرکت ہوئی ہے' کتنے کارخانے وجود میں آئے۔ لکھو کھہا انسان بلکہ کروڑوں انسانوں نے جانیں دیں۔ کچھ آگ میں جلائے گئے۔ کسی نے ویسے مصیبتوں میں دم توڑے۔ تو ارادے کو کیسی طاقت ہے لیکن ارادہ خود توانائی نہیں بخش رہا تھا ان چیزوں کو بلکہ توانائی کا مضمون ارادے سے باہر تھا۔

لیکن انسان میں اور خدا میں ایک فرق بھی ہے۔ یعنی فرق تو بہت ہیں اس ارادے کے تعلق میں ایک اور فرق بھی جس کو فلسفی جب نہیں سمجھ سکے تو انہوں نے ٹھوکریں کھائیں۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ توانائی کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ توانائی پیدا کرتا ہے۔ ہر توانائی خدا کے ارادے سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا یہ تعارف فرمایا ہے کہ جب بھی میں چاہتا ہوں کچھ کروں تو میں "کن" کہتا ہوں "فیکون" اور "کن" ارادہ ہے جو ایک فیصلہ کو ظاہر کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو فیصلے کو ظاہر کرنے کا فیصلہ بظاہر دو زائد لفظ ہیں مگر خدا تعالیٰ کے تعلق میں ضروری ہے۔ بیان کرنا۔ اس کا فیصلہ موجود ہے کیونکہ عالم الغیب ہے۔ وہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اس فیصلے پر عمل در آمد اب میں نے کروانا ہے۔ اس پہلو سے زمانہ پایا جاتا ہے۔ مگر یہ زمانہ اس کی ذات کو تبدیل نہیں کرتا نہ کسی ذات کی تبدیلی کو چاہتا ہے بلکہ پوری کائنات کو بعض دفعہ تبدیل کر دیتا ہے۔ جہاں جہاں اثر انداز ہو وہاں وہاں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ لیکن توانائی کا جہاں تک تعلق ہے یہ ارادہ اتنی توانائی بھی نہیں چاہتا جتنا انسانی ارادہ چاہتا ہے۔

پس ارادے کا تعلق روح سے ہے اور روح اس قسم کی توانائیاں نہیں چاہتی جیسی ہم روزمرہ کی دنیا میں توانائی دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ یہ مضمون جب میں رؤیا کے بعد اٹھا اور یہ سوچتا ہوا کہ آگے بڑھ رہا تھا تو اچانک میرا ذہن اس طرف گیا کہ جب روح کا سوال (کلام الٰہی) نے اٹھایا تو یہی جواب دیا ہے (-) روح کا تعلق امر سے ہے اور روح ہی ہے جو امر کی استطاعت رکھتی ہے کیونکہ خالق نے امر سے اس کو پیدا کیا اور امر کی کچھ طاقت اس کو بخشی ہے پس روح کا فیصلہ کم سے کم توانائی چاہتا ہے اور زیادہ سے زیادہ توانائی کو حرکت میں لے آتا ہے۔ ہماری ہر حرکت اس فیصلے کے تابع ہے اور صرف ہماری حرکات ہی نہیں بلکہ ہمارے گردوپیش کی حرکات بھی بسا اوقات اتنا متاثر ہوتی ہیں کہ تبدیلیوں کا ایک سلسلہ جاری ہو جاتا ہے جو ایک وقت ہی نہیں بلکہ ایک زمانے پر اثر انداز ہوتا ہے اور اس زمانے کے اثر پھر اگلے زمانوں پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ اب جنگ عظیم اول ہو یا ثانی ہو یا کوئی اور ہو انہوں نے جو اثرات شروع کر دیئے وہ ایک Chain Reaction کے طور پر آگے جاری ہو گئے اور ارادے میں وہ طاقت نہیں تھی بذات خود نہ وہ اس توانائی کو چاہتا تھا لیکن اس نے توانائی پیدا کر دی۔

اس پر دوسرا پہلو جو سوچ کے لائق تھا جس کی طرف میری توجہ مبذول ہوئی یا اللہ تعالیٰ نے نصرت فرمائی' وہ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ارادے سے مادہ کیسے پیدا کر سکتا ہے' کیوں کرتا ہے۔ چونکہ انسانی ارادے کے رستے سے لوگوں نے خدا تعالیٰ کو سمجھنے کی کوشش کی اس لئے یہاں پہنچ کر سب فلسفی ٹھوکر کھا جاتے رہے۔ اگر سب نے نہیں کھائی جیسا کہ ارسطو نے نہیں کھائی تو بہت سے دوسروں نے کھائی اور ہندو فلسفہ اسی وجہ سے ایک غلط رستے پر چل پڑا اور حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جو براہین احمدیہ میں ہندوؤں سے بحثیں کی ہیں' خصوصاً آریوں سے' وہ اسی مضمون پر ہیں کہ خدا ارادے سے مخلوق پیدا کر سکتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ ارادہ غیر مادی ہے اور مخلوق مادی ہے۔ اس کا انسان کچھ نہ کچھ مظہر ضرور ہوتا ہے' اگرچہ سو فیصد نہیں اور چونکہ خدا کی مثال کوئی اور ہے ہی نہیں اس لئے مکمل مثال پیش کی ہی نہیں جا سکتی۔ پس یہ دیکھنا ہو گا کہ ازل ہے کہ نہیں۔ اور جو چیز ازلی ہے وہ بالارادہ تھی کہ نہیں۔ یہ ثابت ہو جائے کہ ازل کے بغیر ہمارا گزارہ ہی نہیں۔ ناممکن ہے کہ ازل کے بغیر بھی وجود ہو پھر یہ قدم اٹھتا ہے کہ ازل بالارادہ تھی یا بغیر ارادہ کے تھی۔ اگر ازل بغیر ارادہ کے ہو تو صرف مادہ رہ جاتا ہے جس میں سوچ نہیں کوئی ترتیب نہیں جو اپنی ذات میں بھی اندرونی تبدیلیوں اور معقول اندرونی تبدیلیوں کی طاقت نہیں رکھتی اور دوسری ذات میں منظم تبدیلیوں کی اہلیت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو جب ہمیں واقعاتی دنیا میں اپنے مادے کی تبدیل ہوتی ہوئی حالتیں دکھائی دے رہی ہیں جو منظم ہیں' مربوط ہیں' ایک معین رستے کی طرف چل رہی ہیں اور حیرت انگیز ان میں لطافتیں ہیں تو مادے کو بے سوچ کا ازلی مادہ قرار دیا ہی نہیں جا سکتا۔

پس (کلام الٰہی) نے اس مضمون کو یوں اٹھایا ہے کہ کیا تم اپنے خالق ہو؟ کیا تم اس چیز کے خالق ہو؟ ہر وہ چیز بیان فرمائی جس کے لئے ایک خالق ہونا ضروری ہے۔ تو بظاہر دنیا میں جو تبدیلیاں ہمیں دکھائی دیتی ہیں وہ یہ بتاتی ہیں کہ اگر ازل ہے تو سوچ والی ازل ہے اور سوچ والی ازل میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر تبدیلی ہے تو ازل نہیں ہے۔ تو مادہ وہ چیز نہیں ہے جو سوچ والی ازل ہو۔ اس مضمون کو آپ میں سے بعض سمجھیں یا نہ سمجھیں غور کریں گے تو سمجھ آ جائے گی بات کی۔

دو ہی امکانات ہیں۔ میں پھر سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ مائیکروفون میرے سامنے پڑا ہے یا یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمیشہ سے ہے یا یہ پیدا ہوا ہے۔ اگر اس میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں تو ہمیشہ سے ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ آغاز سے بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا ہے اس کا کوئی آغاز ضرور تھا پھر۔ اور اگر اس میں شعور نہیں ہے اور اپنے آپ کو پیدا نہیں کر سکتا تو پھر وہ شعور جو ہر مادے کی اندرونی تبدیلیوں سے پہلے ہونا چاہئے اس کا اس میں فقدان ہے تو کسی پہلو سے بھی ازلی نہیں ہو سکتا۔ ازلی چیز صرف وہی ہو سکتی ہے جس میں سوچ ہو کیونکہ جو چیزیں دنیا میں دکھائی دیتی ہیں ان پر سوچ کی چھاپ ہے۔ ہر چیز پر سوچ کی چھاپ ہے۔ اور جو تبدیل نہ ہو کیونکہ اگر وہ تبدیل ہو گا تو اس کا ایک کنارہ کہیں کسی نہ کسی وقت ہمارے ہاتھ آجائے گا اس سے آگے پھر وہ نہیں ہو گا۔ اور اگر اس سے آگے نہیں ہو گا تو عدم سے کامل سوچ پیدا نہیں ہو سکتی۔ تو جس منطقی نکتے سے آپ چاہیں اس مضمون کی پیروی کریں آپ کو خدا کی ذات میں زمانہ دکھائی نہیں دے گا سوائے اس زمانے کے جو ذات باری تعالیٰ میں تبدیلی نہیں چاہتا بلکہ وہ دنیا کو تبدیل کرنے والا ارادہ ہے۔

اس سلسلے میں اس بات کو سمجھنے کے بعد اب میں واپس اس حصے کی طرف آتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فیصلے سے مادہ کیسے وجود میں آتا ہے۔ اصل میں پوری مثال تو نہیں مگر معمولی ادنیٰ مثالوں پر آپ غور کریں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ کچھ نہ کچھ چھاپ آپ کے اوپر بھی اس بات کی ہے جب آپ خوابیں دیکھتے ہیں تو یہ آپ کی سوچ ہے جو بے شمار تصورات کو جنم دیتی ہے۔ لیکن سوچ چونکہ بہت ہی عاجز اور کمزور ہے وہ ان کو ظاہری وجود نہیں بخش سکتی لیکن جہاں تک آپ کے تعلق کا سوال ہے آپ ایک اور عالم میں چلے جاتے ہیں جو آپ کی سوچوں کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور آپ کا اپنا وجود بھی اس عالم کا ایک جزو بن جاتا ہے گویا کہ ظاہری وجود رہا ہی نہیں۔ اگر سوچ میں طاقت ہو تو جو تصویریں ہیں وہ تصور میں نہیں رہیں گی بلکہ حقیقت میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔ اور یہ جو سوچ کا دوسرا حصہ ہے اس کا بھی معمولی سا مزہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرما دیا تاکہ وہ اپنے رب کے انکار کا اہل نہ رہے اس کی تخلیقی اور ابتدائی پیدا کرنے کی طاقتوں کا انکار نہ کر سکے۔ فرعون کی مثال میں جہاں وہ جادوگر دکھائے ہیں' ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی سوچ میں ایک طاقت تھی اور ایسی طاقت تھی کہ رسیوں کو لوگوں نے سانپ بنتے ہوئے دیکھا' گواہ بن گئے کہ یہ سانپ بن گئی ہیں لیکن جس خالق نے یہ طاقت بخشی تھی اس کی طاقت غالب تھی اس لئے موسیٰ کی سوچ کی طاقت نہیں تھی بلکہ اللہ کی سوچ کی طاقت تھی جس نے ان رسیوں کو از سر نو رسیاں بنا دیا۔ جو سانپ تھے وہ رسیاں بن گئے کیونکہ جو سوٹے کا اژدہا نظر آرہا تھا اس نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) اس کو کھایا ہے جو جھوٹا بنایا ہوا تھا انہوں نے' رسیوں کو کھانے کا ذکر نہیں ملتا۔ تو جھوٹ ان کی سوچ نے بنا دیا تھا اس جھوٹ کو خدا کا غالب تصور جو ہے وہ ہڑپ کر گیا اور وہ موسیٰ کے سوٹے کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

تو ایک مثال ہمیں نظر آتی ہے کہ انسان کی سوچ بغیر کسی مادی ذریعے کے دوسرے پر اثر انداز ہو۔ اس ضمن میں جو جدید سائنٹیفک تحقیقات ہیں ان سے بھی پتہ چلتا ہے۔ پیراسائکالوجی کا مضمون اب باقاعدہ سائنس بن گیا ہے۔ بہت سی یونیورسٹیوں میں اس پر غور و فکر ہو رہا ہے اور تجارب سے یہ بات تو قطعاً ثابت ہو گئی ہے کہ انسان کی سوچ اس رنگ میں ایک اور انسان پر اثر انداز ہو سکتی ہے کہ کوئی بھی معلوم سائنسی ذریعہ بیچ میں واسطے کے طور پر موجود نہ ہو۔ کوئی ریڈیائی طاقت' کوئی برقی رو' کسی قسم کی کوئی معلوم سائنٹیفک طاقت بیچ میں ذریعہ نہ بنے' واسطہ نہ بنے اور اس کے باوجود ایک انسان کی سوچ دوسرے انسان پر منتقل ہو کے اس میں تبدیلی پیدا کرے' اس پر غالب آجائے' اس میں حرکت پیدا کر دے۔ یہ جو مضمون ہے میں نے شاید پہلے بھی آپ کو ایک مثال کے طور پر بتایا تھا خود میں اس کا گواہ ہوں یعنی بعد میں تو کئی معنوں میں گواہ ہوں مگر میں آغاز میں بتا رہا ہوں۔

اسی انگلستان میں ایک دفعہ ایک پارٹی میں شامل ہونے کا مجھے موقع ملا جو اس وقت intelectual کی اکٹھی' بڑی دلچسپ باتوں کے لئے ساری رات کھاتے پیتے تھے مختلف مسائل پہ گفتگو کرتے تھے' ایسی پارٹی تھی۔ اس میں یہ سوال اٹھایا گیا کہ کیا انسان کی سوچ میں یہ طاقت ہے کہ بغیر کسی سائنٹیفک واسطے کے دوسرے پر اثر انداز ہو سکے۔ تو میں نے کہا کہ مجھے یقین ہے کیونکہ میں نے یہی (کلام الٰہی) کی آیت پیش کی کہ ایسا ہے ورنہ (کلام الٰہی) ایسا نہ فرماتا۔ مگر ذاتی طور پر میں نے اس پر تجربہ نہیں کیا۔ تو انہوں نے کہا پھر تم پر کیوں نہ تجربہ کریں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے کر لو۔ تو اب دیکھیں میں کمرے سے باہر چلا گیا اور اتنی دور انہوں نے مجھے پہنچایا' ایک نگران کھڑا کر دیا کہ اگر اس کی نیت بد بھی ہو تو نہ آئے واپس۔ اور اندر بیٹھ کے کچھ مشورے کئے۔ جب واپس کمرے میں مجھے بلایا گیا تو ایک بڑے دائرے میں کافی آدمی تھے وہ سارے بیٹھے ہوئے تھے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے اور مجھے کہا کہ تم ہمیں پھلانگ کر اس کے مرکز میں آکر بیٹھ جاؤ آرام سے۔ بس تم بیٹھ جاؤ اور کچھ نہیں' کوئی حکم نہیں کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا۔ کچھ دیر تک بیٹھا رہا اس کے بعد پتہ نہیں کیوں مجھے خیال آیا کہ میں اپنے بوٹ کے تسمے کھولوں۔ تو میں نے ایک بوٹ کے تسمے کھولے' دوسرے بوٹ کے تسمے کھولے۔ اور اس وقت کسی نے شور مچایا اب باقی بھی کر دو۔ تو ایک دم وہ جو رو تھی وہ ٹوٹ گئی تو میں نے کہا باقی کیا مطلب۔ انہوں نے کہا ہم نے یہ سوچا تھا کہ تمہیں کہیں گے کہ بوٹ کے تسمے کھولو اور بوٹ اتار کے بغیر بوٹوں کے بیٹھو اور اتنا حصہ جتنے حصے تک ان کی آواز مخل نہیں ہوئی' میں نے کیا۔ تو یہ ایک سوچ دوسری سوچ میں بغیر معروف سائنسی ذرائع کے منتقل ہو کر اس پر اثر انداز ہوئی' اس میں ترکت پیدا کی۔

اور خوابوں میں بھی ہم نے ایک دنیا پیدا کی اور کرتے ہیں مگر وہ پاگل پن میں جبکہ انسان دنیا کے تعلق سے بالکل کٹ جاتا ہے اس میں اور بھی زیادہ شدت پیدا ہو جاتی ہے جس چیز کو وہ سوچتا ہے اس کو اتنا یقینی سمجھتا ہے کہ اس کی پیروی بھی کرتا ہے اگرچہ ظاہر میں اس کا وجود نہیں ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ کو چونکہ اول طاقت ہے اور اس کی سوچ سب سوچوں پر غالب ہے اسلئے فرق یہ ہے (-) دنیا میں جو چیزیں ہیں کچھ نہ کچھ اس طرف اشارے ضرور کرتی ہیں مگر ویسی کوئی چیز نہیں ہے۔ ازل بھی کسی کو حاصل نہیں وہ اسی کو حاصل ہے ازل کے بغیر ہمارا چارہ ہی کوئی نہیں ہے ہم اس دنیا کو ازل کے بغیر' ازل پر غور کئے بغیر تسلیم ہی نہیں کر سکتے اور دنیا ہے ہم جانتے ہیں۔

تو آغاز کیسے ہوا اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ کہ تمام توانائی میرے ارادے میں ہے اور ارادہ جب بنتا ہے تو از خود وہ توانائی کی شکلوں میں ڈھل جاتا ہے۔ اگر آپ یہ سمجھیں کہ یہ خواب ہے تو یہ ایسی خواب ہے تو ہر اس جز کو جو خواب نے پیدا کیا ایک دوسرے کا شریک بنا رہی ہے سوچوں میں' اور اس کا ظاہر جو ہے وہ اتنا قوی دکھائی دے رہا ہے جیسے ہو۔ اسی خیال کی وجہ سے بہت سے فلسفی ہر چیز کو توہم ہی بیان کرنے لگ گئے۔ تو فلسفی نے جو ٹھوکریں کھائی ہیں وہ (کلام الٰہی) سے استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے ٹھوکریں کھائی ہیں۔ اگر (کلام الٰہی) میں جو صفات کا بیان ہے اس پر غور کرتے تو پھر خدا تعالیٰ کی ہستی کو سمجھنے میں اور اسماء پر غور کرنے میں ان کے لئے کسی ٹھوکر کا سامنا نہ ہوتا' وہ صحیح طریق پر جہاں تک خدا چاہتا ان بصائر سے فائدہ اٹھا سکتے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کہ دیکھو خدا کی طرف سے بصائر آ چکے ہیں (-) اس کو تم سمجھنا چاہتے ہو مگر اتنے عاجز ہو کہ ناممکن ہے کہ تم اپنی سوچوں کے ذریعے خدا تک پہنچ سکو۔ لیکن تعلق ضرور قائم ہو گا وہ اس طرح قائم ہو گا کہ خدا تم تک پہنچے گا اور خدا تم تک پہنچ چکا ہے۔ اس حد تک پہنچ چکا ہے جس حد تک تمہارے لئے سمجھنا ضروری تھا اور جس حد تک تمہاری حد استطاعت اجازت دیتی ہے پس اس پر غور کرو گے تو تمہارا فائدہ ہے۔

پس وہ غور خدا پر منع نہیں ہے جو غور (کلام الٰہی) کے بیان کے مطابق ہو اور اس دور میں حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو (-) بھی اسماء کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اس علم کی وساطت سے اسماء کو سمجھنا' اس پر غور کرنا نہ صرف منع نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ ضرور کرو (-) جو غور کرے گا اسے ضرور فائدہ پہنچے گا۔ پس اسماء باری تعالیٰ یعنی صفات الٰہی پر غور کر کے اس سے فائدہ اٹھانا' یہ ایک لازوال مضمون ہے جو ہمیشہ جاری رہے گا۔ مگر ضروری ہے کہ (کلام الٰہی) کے مطابق جہاں جہاں خدا خود ہمارے سامنے بصائر لے کر آیا ہے ان حدود میں رہ کر اس پر غور کریں۔

تو اب چونکہ وقت ہو چکا ہے اس لئے (اللہ نے چاہا تو) باقی حصہ جو ہے اس میں اور بھی بہت سے پہلو ہیں' میں کوشش یہی کروں گا کہ اگلے خطبے تک یا زیادہ سے زیادہ اس سے اگلے خطبے تک اس مضمون کو ختم کروں اس لئے نہیں کہ مضمون ختم ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ پھر ان عمومی دائروں کو بیان کر دوں گا جن کی حدود میں رہتے ہوئے آپ کو غور کرنا چاہئے اور جو تعلق اپنے غور سے ہوتا ہے وہ بیان کردہ غور سے نہیں ہوتا۔ اس لئے تعلق باللہ کے لئے ضروری ہے کہ آپ کو اسماء الٰہی پر غور کی دعوت دوں۔ اور ان خطرات کی نشاندہی کروں جو آپ کے نقصان کا موجب بن سکتے ہیں اگر آپ اپنی چالاکیوں سے خدا کو پانے کی کوشش کریں یا اپنی سوچوں کو (کلام الٰہی) اور حدیث پر حاوی کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو سخت ٹھوکر کھائیں گے اور ہمیشہ کے لئے ہلاکت بھی اس کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔ مگر سوچ ضروری ہے اور اس سوچ کے نتیجے میں آپ جوں جوں خدا تعالیٰ کی ہستی کے قریب آئیں گے آپ کے اندر نئی تخلیق ہو گی۔ یہ وہ مضمون ہے' جو شان کا مضمون ہے جو میں آپ کے اوپر کھولنا چاہتا تھا۔ کچھ پہلو میں نے بیان کر دیئے ہیں۔ کچھ آئندہ بیان کر دوں گا۔

(-) ذات باری سے تعلق رکھو گے تو تمہاری بھی شانیں بدلیں گی جب اس کی ایک شان نئی جلوہ گر ہو گی تو غور کرنے والے پر بھی اس کا اثر پڑے گا اور اس کے اندر بھی ایک نئی روشنی پیدا ہو گی تو لامتناہی روحانی ترقی کے لئے اسماء باری تعالیٰ پر غور ضروری ہے مگر ان احتیاطوں کے ساتھ جو (کلام الٰہی) (-) نے بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ مگر زمانے کا میں نے آپ کو سمجھا دیا ہے کہ زمانہ پایا بھی جاتا ہے مگر ان معنوں میں جو خدا کی ذات کے منافی نہیں ہیں اور ذات میں اس کی کوئی تبدیلی نہیں ہے اور ہمیشہ کے لئے ویسا ہی ہے۔

خدا تعالیٰ کی رحمت فرمانبرداروں پر ہوتی ہے

خدا کی رحمت فرمانبرداروں اور راستبازوں پر ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کے حضور نیکی اور پاکیزگی کا تحفہ لیکر جاتے ہیں اور شرارتوں اور بدکاریوں سے اس لئے دور رہتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ سے بُعد اور حرمان کا موجب ہے۔ ایسے لوگ ایک چشمہ سے دھوئے جاتے ہیں جس کا دھویا ہوا پھر کبھی میلا اور ناپاک نہیں ہوتا اور انہیں وہ شربت پلایا جاتا ہے جس کا پینے والا کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ انہیں وہ زندگی عطا ہوتی ہے جس پر کبھی موت وارد نہیں ہوتی۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نسیم سیفی

ایک نئی بات

دنیا میں ہر بات پر تحقیق جاری ہے اپنا اپنا حلقہ بنا کر تحقیق کرنے والے شب و روز تحقیق میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات ایسی دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ انسان حیران ہو جاتا ہے۔ کسی کو آپ چیونٹیوں پر تحقیق کرتے دیکھ رہے ہیں۔ کسی کو پرندوں پر۔ کسی کو جانوروں پر۔ کسی کو انسانوں کی بیماریوں پر۔ غرضیکہ تحقیق کے دائرے بہت زیادہ ہیں اور ہر دائرے میں ہر لحہ کام ہو رہا ہے۔ بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات تو معمولی سی ہے۔ اس کے متعلق زیادہ غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تحقیق کرنے والے معمولی معمولی باتوں کو لے کر ان پر تحقیق شروع کر دیتے ہیں اور پھر ایسی ایسی باتیں سامنے آتی ہیں جنہیں غیر معمولی کہے بغیر گذارا نہ ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ سکول جاتا ہے۔ اس کی صحت کمزور ہے لوگ ماں باپ سے پوچھتے ہیں اس کی کمزور صحت کیوں ہے۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں پڑھائی کا بوجھ ہے۔ محنت بڑی کرتا ہے۔ ممکن ہے یہ بات ٹھیک ہی ہو۔

لیکن اب جو نئی تحقیق ہوئی ہے اس سے یہ بات زیادہ ٹھیک معلوم نہیں دیتی۔ انسان تھک جاتا ہے تو وہ لیٹ جاتا ہے لیٹ کر اسے سکون ملتا ہے۔ سو جاتا ہے اس کی استعمال شدہ طاقت واپس آجاتی ہے۔ اور پھر وہ محنت اور مشقت کا کام کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ محنت اور مشقت ایک ایسی بات ہے جسے ہم روز مرہ کا معمول سمجھتے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہتے ہیں کہ ضرورت سے زیادہ یہ محنت مشقت نہ کی جائے۔ کسی بات پر زیادہ زور نہ صرف کیا جائے۔ اپنے آپ کو بہت زیادہ تھکا نہ دیا جائے۔ لیکن طبی سائنس دانوں نے اس پر بھی تحقیق کی ہے وہ کہتے ہیں کہ مشقت کسی طرح بھی انسان کو نقصان نہیں پہنچاتی۔ چاہے وہ کتنی ہی مشقت کر لے۔ لیکن مشقت کرنے کا طریقہ آنا چاہئے۔ جو طریق وہ بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر تھوڑی دیر کے بعد تھوڑا سا آرام کر لیا جائے۔ یہ آرام ذہن کو بھی سکون پہنچاتا ہے اور استعمال شدہ طاقت کو بھی واپس لاتا ہے۔ گذشتہ دنوں ہم نے ماہرین تعلیم سے یہ سنا تھا کہ سکول میں جو نصف چھٹی ہوتی ہے۔ آدھے وقت کی چھٹی جسے کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ بہتر یہ بات ہے کہ ہر پندرہ منٹ کے بعد کلاس میں بچوں کو کلاس ورک رکوا کر بیٹھکیں نکلوائی جائیں۔ تین چار بیٹھکیں نکلوالیں۔ تو بچہ پھر اسی طرح ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ بجائے اس کے دو گھنٹے یا اڑھائی گھنٹے پڑھنے کے بعد اسے آدھ گھنٹے کی رخصت دی جائے۔ گویا کہ ضائع شدہ طاقت کو جلد جلد بحال کرنے کے لئے جلد جلد آرام کرنا ضروری ہے۔ اور اگر جلد جلد آرام کر لیا جائے تو محنت اور مشقت کے اوقات کو زیادہ دور تک پھیلایا جاسکتا ہے۔

ان ڈاکٹروں نے یہ بھی کہا ہے کہ جو دل کا مریض ہے اسے کام چھوڑ نہیں دینا چاہئے۔ کام کرتے رہنا چاہئے البتہ یہ ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ ہر تھوڑی دیر کے بعد وہ تھوڑا سا آرام کر لے۔ ایسا کرنے سے اس کے دل پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا۔

پس نئی تحقیق نے جو بات ثابت کی ہے وہ یہ ہے کہ اگر صحیح طریق پر مشقت کی جائے تو وہ کسی طرح بھی نقصان نہیں پہنچاتی بلکہ جس شخص نے یہ بات بتائی ہے اس نے تو بڑے واضح طور پر یہ کہا ہے کہ مشقت سے انسان مر نہیں جاتا اس میں کیا شک ہے کہ اگر مشقت کرے۔ تھوڑی دیر بعد آرام کر لے اور پھر مشقت شروع کر دے تو اس کا یہ عمل اس کے ذہن اور اس کے جسم پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتا۔

پس آیئے ہم سب یاد رکھیں کہ مشقت ہمارے لئے کسی طرح بھی مضر نہیں ہے بلکہ دل کی تکلیف میں مبتلا لوگوں کو بھی کام کرتے ہی رہنا چاہئے لیکن اور یہ لیکن بہت اہم ہے۔ ہمیں ہر تھوڑی سی مشقت کے بعد آرام کی ضرورت ہے یہ آرام ہمیں سکون بھی پہنچاتا ہے اور ہماری ضائع شدہ طاقت کو واپس بھی لاتا ہے۔ پس مشقت کیجئے اور فائدہ اٹھایئے۔ لیکن فائدہ اٹھانے کے لئے مشقت کے دوران تھوڑا تھوڑا آرام بھی کیجئے۔

محمد محمود طاہر- ایم اے (ابلاغیات)

البانیہ

براعظم یورپ کا یورپ کی ترقی کے لحاظ سے پس ماندہ ملک البانیہ جو کہ جزیرہ نما بلقان کے غربی ساحل پر ایک پٹی نما رقبہ پر مشتمل ہے۔ اس کی حدیں یوگوسلاویہ' یونان اور بحیرہ ایڈریاٹک سے ملتی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ لمبائی 207 میل اور کم سے کم لمبائی پچاس میل ہے مشرق میں یہ خطہ انتہائی بلندی تک جا پہنچتا ہے جہاں اونچائی تقریباً سات ہزار فٹ تک بلند ہے اور مغرب میں نشیبی علاقے سطح سمندر سے بھی نیچے ہیں۔ ماؤنٹ کراب Korab بلند ترین چوٹی ہے جس کی اونچائی 9066 فٹ ہے۔ پہاڑی علاقوں میں جہاں کاشت کاری نسبتاً کم ہوتی ہے اور فصلوں میں وہاں گندم اور مکئی زیادہ لیکن پہاڑی علاقوں میں لائیو سٹاک بہت زیادہ یعنی مویشی بہت تعداد میں پالے جاتے ہیں خاص کر بھیڑوں کی افزائش ہوتی ہے۔

البانیہ میں کثیر تعداد میں جھیلیں اور دریا پائے جاتے ہیں جو قدرتی حسن کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ جھیلوں میں سکوتری' پریسپا معروف ہیں۔ معروف دریاؤں میں ڈرین Drin ہے جو بحیرہ ایڈریاٹک میں جا گرتا ہے۔ دریائے شکوبنی جو کہ البانیہ کے وسط سے گذرتا ہے یہ دریا البانیہ کے دو بڑے قبائل کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ یعنی قبیلہ گیغ Gegs اور طوسقہ Tosks ان دونوں قبائل کی زبان کے لہجہ میں فرق ہے البتہ دونوں ایک دوسرے کی بولی کو سمجھتے ہیں۔ ملک کا دارالحکومت تیرانہ ہے۔

لوگ:۔ جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا کہ دریا شکوبنی دو بڑے قبائل کو الگ کرتا ہے۔ نسل کے اعتبار سے البانوی دو گروہوں میں آباد ہیں۔ اول گیغہ Gegs اور دوم طوسقہ Tosks۔ یہاں کے لوگ البانوی زبان بولتے ہیں اگرچہ دونوں قبائل کے لہجہ میں فرق ہے۔ البانیہ کی سرکاری زبان قبیلہ طوسقہ Tosks کے لہجہ اور Spelling پر بنیاد بنا کر اختیار کی گئی ہے۔ اور اس کو رومن حروف تہجی میں لکھا جاتا ہے۔ البانیہ کی آبادی تین ملین سے زائد ہے یعنی 30 لاکھ نفوس سے زائد ہے۔

مذہب:۔ 1967ء میں جب یہ ملک کمیونسٹ نظام کے تحت آیا تو البانوی گورنمنٹ نے ملک کی تمام مساجد اور چرچوں کو بند کر دیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آبادی کا 70% مسلمان لوگوں پر مشتمل ہے۔ 20% آرتھوڈکس عیسائی چرچ سے منسلک ہیں جبکہ 10% کیتھولک عیسائی چرچ سے وابستہ لوگ ہیں۔ جب ترک مسلمان چودھویں صدی میں البانیہ میں آئے تو وہ اپنے ساتھ اسلام بھی لائے۔ اس طرح یہاں عثمانی ترکوں کے زمانہ میں اسلام پھیلا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت البانیہ میں نفوذ کر رہی ہے اور اس کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سال 95-1994ء کے دوران 45 ہزار البانوی باشندوں نے عالمی بیعت میں شرکت کر کے احمدیت کے دائرہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ جلسہ سالانہ یو۔کے جولائی 1995ء میں البانوی نمائندگان نے شرکت کی۔ یوں البانیہ یورپ میں جرمنی کے بعد دوسری بڑی جماعت بن چکی ہے۔

تاریخ:۔ البانیہ کا ملک کئی آقاؤں کے ماتحت رہا ہے ان میں مقدونیہ' روما بزنطیم یعنی مشرقی رومی سلطنت جس کا دارالحکومت قسطنطنیہ (استنبول) تھا اور عثمانی ترکیہ حکومتوں کے زیر تسلط رہا ہے۔

ترکوں کی آمد سے قبل یہاں پر رومن امپائر نے کئی صدیوں تک حکومت کی ہے۔ عثمانی ترکوں نے ایک عرصہ تک یہاں حکومت کی ہے اور اپنا نفوذ باقی سب حکمرانوں کی نسبت زیادہ ڈالا ہے۔ چودھویں صدی کے آخری سالوں میں عثمانی ترکوں کا نفوذ البانیہ میں شروع ہوا اور ان کی فتوحات کا آغاز 1385ء سے ہوتا ہے۔ اور یہ فتوحات پندرہویں صدی تک جاری رہیں۔

عثمانی دور کئی صدیوں تک محیط رہا ہے۔ لیکن انیسویں صدی کے آخر میں یہاں آزادی اور خود مختاری کے نعرے بلند ہونا شروع ہوئے یہ وہ دور ہے جب عثمانی ترک کمزور ہونا شروع ہو چکے تھے جنگ عظیم اول سے قبل نومبر 1912ء میں بلقان کی اعلان جنگ کے ساتھ ہی اسماعیل کمال نے البانیہ کی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ 1920ء میں البانیہ میں قومی حکومت قائم ہوئی۔ البانوی فوجوں نے اطالوی افواج کو نکال دیا۔ البتہ اطالویوں نے اس پر حملے جاری رکھے۔ جنگ عظیم دوم کے آغاز سے چند ماہ قبل 1939ء میں اٹلی نے البانیہ پر قبضہ کر لیا۔ جنگ عظیم دوم میں اٹلی کی شکست کے دوران ایک سال کے عرصہ تک جرمنی نے البانیہ پر 1943ء میں حکومت کی۔ مزاحمت کی تحریکیں جاری رہیں اور اشتراکی و قومی تحریکات میں لوگ تقسیم ہو گئے۔ سول وار کے نتیجہ میں اشتراکی لوگوں کو کامیابی ہوئی اور انہوں نے یوگوسلاویہ کی مدد سے تیرانہ (ملک کا دارالحکومت) میں حکومت بنالی۔

البانیہ 1955ء میں اقوام متحدہ کا رکن بنا۔ البانیہ کے سوویت یونین کے ساتھ تعلقات خراب ہونے شروع ہوئے۔ اور 1962ء میں اسے وارسا پیکٹ کے اجلاسات میں شرکت سے منع کر دیا گیا۔ چنانچہ 1968ء میں البانیہ نے وارسا پیکٹ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ البانیہ نے عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ اپنے مستحکم تعلقات قائم کئے اور 1977ء میں چین سے بھی تعلقات ختم کر لئے اور یوگوسلاویہ کے ساتھ ہی اپنی تجارت اور تعلقات کا محور بنایا۔ جہاں تک البانیہ میں نظام حکومت کا تعلق ہے تو ملک البانیہ میں یک پارٹی گورنمنٹ ہے۔ اس کا نام البانین ورکرز پارٹی ہے۔

معاشی صورت حال:۔ البانیہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ تقریباً 70% آبادی چھوٹے دیہاتوں میں رہتی ہے اور گذارہ کی صورت حال بہتر نہیں ہے۔ جنگ عظیم دوم تک زراعت کا پرانا طریقہ کار ہی رائج تھا عورتیں

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹرایٹ لاء

امیر جماعت احمدیہ لاہور

تحریر فرماتے ہیں:۔ 1928ء میں جب خاکسار بیرسٹری کی تعلیم کے لئے لندن پہنچا تو وہاں کی تہذیب اور ماحول چونکہ یہاں سے بالکل مختلف تھا۔ اس لئے طبیعت پر بہت بوجھ تھا اور بے حد اداسی تھی۔ حتیٰ کہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں واپس لاہور چلا جاتا ہوں اور جہاز میں سیٹ بھی بک کرا لی۔ برادرم مکرم چوہدری محمد ظفراللہ خاں صاحب کو اپنے اس ارادے سے اطلاع بھی کر دی اور باوجود ان کی سرزنش کے ارادہ قائم رکھا۔ ابھی روانگی کی تاریخ میں چند دن باقی تھے کہ حضرت (صاحب) کا پیغام پہنچا کہ اگر تعلیم حاصل کئے بغیر واپس آؤ گے تو میں بہت ناراض ہوں گا۔ اس پیغام کا ملنا تھا کہ طبیعت کی تمام افسردگی دور ہو گئی اور میں نے اسی دن بیرسٹری میں داخلہ لے کر جہاز کی سیٹ منسوخ کرا دی اور دل میں یہ راسخ یقین ہوا کہ اب بفضل اللہ تعالیٰ حصول تعلیم میرے لئے آسان اور مبارک ہو گی۔ اور ایسا ہی ہوا بھی۔ کیونکہ خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم سے تین سال کا کورس دو سال میں ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر (حضرت صاحب) کی ناراضگی کا پیغام نہ پہنچتا تو خاکسار یقیناً اپنی تعلیم پوری نہ کر سکتا اور یہ (آپ) کا اس غلام زادہ پر ایک ایسا احسان عظیم ہے کہ خاکسار ساری عمر میں اس کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ دوران قیام انگلستان ایک امتحان کا جوابی پرچہ دیکر کمرہ امتحان سے باہر نکلا تو دوسرے طلباء سے جوابات کا مقابلہ کرنے پر یہ احساس ہوا کہ جہاں دوسروں کے جوابات آپس میں ملتے ہیں میرے جوابات ان تمام سے مختلف ہیں۔ اس خیال کے ماتحت کہ میرا پرچہ خراب ہوا ہے حضرت (صاحب) کی خدمتِ مبارک میں دعا کا تار دیا۔ اگلی صبح جواب ملا کہ فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں دعا کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور کامیاب فرمائے گا۔ کالج جا کر میں نے ان طالب علموں کو جو پہلے دن مجھے کہہ رہے تھے کہ تم کامیاب نہیں ہو سکتے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا کہ آپ لوگ پاس ہوں گے یا فیل۔ لیکن میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ انہوں نے میرے اس یقین کی وجہ دریافت کی تو میں نے انہیں (حضرت صاحب) کا جوابی تار دکھا دیا۔ اور بتا دیا کہ یہ تار ہمارے امام کی طرف سے میری دعا کی التجاء کے جواب میں ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں نوٹ کرا دیا۔ جب اس امتحان کا نتیجہ نکلا۔ تو میں خدا تعالیٰ کے فضل اور (حضرت صاحب) کی دعاؤں کی برکت سے کامیاب تھا۔ اور ان تمام سے میرے نمبر زیادہ تھے۔

طالب علمی کے زمانہ میں جتنا عرصہ خاکسار انگلستان میں مقیم رہا۔ ہر ہفتہ کی ڈاک سے (حضرت صاحب) کی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ ضرور عرض کرتا تھا اور (آپ) کی طرف سے بھی نہایت شفقت بھرا اور امنگ پیدا کرنے والا جواب ملتا تھا۔

ایک مرتبہ میں ربوہ گیا تو مجھے معلوم ہوا کہ (حضرت صاحب) اعجاز نصراللہ خان سے ناراض ہیں۔ خاکسار کو ازحد تکلیف ہوئی۔ زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ تو فرط رقت سے خاکسار کی ہوک نکل گئی اور آنسو بھی آ گئے (آپ) نے ازراہ شفقت دریافت فرمایا کہ کیا ماجرا ہے۔ عرض کیا کہ (-) میرا ایک ہی لڑکا تھا وہ مر گیا ہے۔ (آپ) نے چونک کر فرمایا کون! ہمارا اعجاز؟ خاکسار نے عرض کیا۔ وہی (حضرت صاحب) نے دریافت فرمایا وہ کب؟ عرض کیا جب سے (آپ) اس پر ناراض ہیں میرے لئے وہ مر چکا ہے۔ (آپ) نے بلا تامل فرمایا۔ "میں نے اسے معاف کر دیا۔" کون کون سے احسان یاد کئے جائیں اور کن کن کا ذکر کیا جائے۔

1949ء میں مجھے امریکہ جانے کا اتفاق ہوا۔ روانگی سے دو تین ہفتہ پیشتر (حضرت صاحب) کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ بڑی جرات سے عرض کیا کہ (-) وہ عطر رحمت فرمایا جائے جو (آپ) خود استعمال فرماتے ہیں۔ فرمایا اس وقت اتنی مقدار میں موجود نہیں آپ اگلے ہفتہ آئیں۔ اگلے ہفتہ خاکسار حاضر ہوا تو (حضرت صاحب) نے ازراہ شفقت ایک کافی بڑی شیشی مرحمت فرما دی۔

• 1946ء میں موسم گرما میں خاکسار نے ڈلہوزی اپر بکروٹہ پر "شانتی کٹی" مکان کرایہ پر لیا۔ تاکہ (حضرت صاحب) کے قرب میں گرمی کی تعطیلات گزارنے کی سعادت حاصل ہو۔ ایک دن صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب نے خاکسار کو بس کے اڈہ پر قریباً 12 بجے دن فرمایا کہ حضرت (صاحب) پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو فرما رہے تھے کہ اسد اللہ خان کو اطلاع کر دیں کہ وہ ایک بجے دوپہر "بیت الفضل" آئے۔ میں نے یہ خیال کر کے اگر کسی کام سے لاہور وغیرہ بھجوانا ہوا تو بس کا وقت نہ نکل جائے اڈہ سے "بیت الفضل" تک کا فاصلہ دوڑ کر طے کیا۔ جب میں "بیت الفضل" پہنچا تو میرا سانس بہت چڑھا ہوا تھا اور (حضرت صاحب) پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے خیمہ کے دروازہ پر کھڑے کچھ ہدایات فرما رہے تھے۔ خاکسار نے سلام عرض کیا تو (حضرت صاحب) نے فرمایا آپ تو معلوم ہوتا ہے کہ دوڑتے آئے ہیں۔ خاکسار نے اطلاع ملنے کا سارا واقعہ عرض کیا۔ تو فرمایا۔ "ہمارے چند عزیز دوپہر کے کھانے پر آ رہے ہیں آپ کو بھی کھانے پر بلایا ہے۔" خاکسار کے کپڑے خوب صاف نہ تھے۔ خاکسار نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔ (حضرت صاحب) نے فوراً متبسم ہو کر فرمایا۔ "ہم نے آپ کو کھانے پر بلایا ہے آپ کے کپڑوں کے لئے نہیں۔" کیا بتاؤں کہ اس وقت کس قدر خوشی اس عاجز کو ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا جیسے فرط انبساط سے میرا دل فیل ہو جائے گا۔ جب کھانے پر بیٹھے تو قادیان سے اسی دن (حضرت صاحب) کے باغ سے آم ڈلہوزی پہنچے تھے۔ ایک نہایت ہی اعلیٰ اور کافی بڑا آم (حضرت صاحب) نے برف لگے پانی سے نکال کر اس میں سے صرف ایک چوسی لے کر خاکسار کو یہ کہہ کر مرحمت فرمایا۔ "آپ یہ کھائیں۔" خاکسار نے وہ آم لے لیا اور رومال میں لپیٹ کر اچکن کی جیب میں اس خیال سے ڈال لیا کہ "شانتی کٹی" میں جا کر یہ تبرک اپنے بیوی بچوں سمیت کھاؤں گا۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا۔ "آپ نے آم کھا بھی لیا۔" میں نے عرض کیا رکھ لیا ہے تاکہ عزیزی اعجاز وغیرہ کو بھی اس میں سے حصہ تبرک مل جائے۔ فرمایا "یہ آپ کھا لیں ان کے لئے اور بھی ہیں۔" میں نے وہ آم وہاں ہی کھا لیا اور اس کی گٹھلی جیب میں ڈال لی۔ تاکہ اسے زمین میں لگا دیا جائے۔ کھانے کے بعد جب میں گھر پہنچا تو والدہ اعجاز نے مجھے بتایا کہ کوئی آدمی آموں کی ایک اچھی خاصی بڑی ٹوکری دے گیا ہے لیکن نہ یہ بتا کر گیا ہے کہ کہاں سے آئی ہے اور نہ ہی یہ کہ کس کے لئے ہے۔ مجھے (حضرت صاحب) کا ارشاد یاد آ گیا۔ اور ہم نے وہ آم اپنی خوش قسمتی پر شاداں ہو کر کھائے اور خدا تعالیٰ کا اور (حضرت صاحب) کا شکر ادا کیا۔

تقسیم ملک سے چند سال پہلے ایک مقدمہ قتل برادرم محترم چوہدری شکراللہ خان صاحب پر بنا دیا گیا جس کی وجہ سے مجھے لاہور۔ سیالکوٹ اور ڈسکہ کے درمیان بہت ہی زیادہ سفر کرنا پڑا۔ برادرم مکرم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ہندوستان سے باہر تھے۔ اس لئے مجھے بہت فکر تھی اور ذہنی بوجھ بھی بہت تھا۔ میری طبیعت میں جو رد عمل ہوا یہ تھا کہ مجھے پیشاب کی جگہ خون ہی آتا تھا اور کافی مقدار میں آتا تھا۔ دسمبر کے نصف تک میں اس قدر کمزور ہو چکا تھا کہ پہلو بدلنا بھی میرے لئے ممکن نہ رہا۔ ایک دن اسی طرح لیٹا ہوا تھا کہ نیچے موٹروں کے کھڑا ہونے کی آواز آئی۔ والدہ اعجاز نے مجھے بتایا۔ کہ (حضرت صاحب) تشریف لائے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے سوچا کہ (آپ) کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کروں گا۔ چنانچہ (آپ) تشریف لائے اور حال دریافت فرمایا اور پھر باتوں کے دوران فرمایا۔ "آپ کا جلسہ پر جانے کو تو جی چاہتا ہو گا۔" میری آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں نے رندھی ہوئی آواز میں عرض کیا۔ "وہ کون احمدی ہے جو جلسہ پر جانا نہ چاہے۔" اس پر (آپ) نے اپنی مبارک آنکھیں اٹھا کر خاکسار کی طرف دیکھا........ اور خاکسار نے دیکھا کہ (آپ) کی گردن مبارک سے نہایت خوبصورت سرخی (آپ) کے چہرہ مبارک کی طرف بڑھنی شروع ہوئی اور (آپ) کا چہرہ اور گردن اور پیشانی اور کان مبارک سیب کی طرح بلکہ سیب سے کہیں زیادہ سرخ خوبصورت اور چمکدار ہو گئے۔ (آپ) نے اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی مبارک اٹھا کر اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا آپ (اللہ نے چاہا تو) ضرور جلسہ پر آئیں گے۔" مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرما دی ہے (آپ) تھوڑی دیر تشریف فرما کر تشریف لے گئے تو مجھے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی۔ میں نے پیشاب کے لئے بوتل لے کر پیشاب کیا تو اس میں ذرہ بھر بھی خون کی آلائش نہیں تھی۔ اور پھر اس کے بعد دن بدن میری صحت ترقی کرتی گئی یہاں تک کہ میں جلسہ سے تین یا چار دن پہلے قادیان پہنچ کر (آپ) کی خدمت میں حاضر ہوا تو (آپ) نے فرمایا۔ "اچھا آپ آ گئے؟" میں نے عرض کیا کہ (جی) یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ (آپ) نے فرمایا ہو کہ میں ضرور جلسہ پر آؤں گا اور میں نہ آتا۔

(حضرت صاحب) کے احسانات اور فیوض اس قدر ہم پر ہیں کہ ان کا ضبط تحریر میں لانا تو کجا ان کا شمار کرنا بھی ممکن نہیں۔ اور یہی کہنا پڑتا ہے ۔

دامانِ نگہ تنگ و گل حُسن تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

بقیہ صفحہ 5

بھی دیہاتوں میں کھیتی باڑی کا کام کرتی تھیں۔ 1951ء میں پانچ سالہ منصوبہ کے تحت ملک میں ترقیاتی کام شروع ہوئے۔ پہلے دو پانچ سالہ منصوبے سوویت یونین کی مدد کے ساتھ مکمل ہوئے۔ سوویت یونین کی مالی مدد اور تکنیکی مدد حاصل کی اور ان کے ماہرین البانیہ میں کام کرتے رہے۔ ان کاموں میں ٹیکسٹائل مل شوگر ریفائنری' کاٹن پراسسنگ پلانٹ' نو فیکٹری' پلائی ووڈ پلانٹ اور متعدد پن بجلی کے منصوبے شامل تھے۔

1960ء کے بعد جب سوویت یونین سے البانیہ کے تعلقات خراب ہوئے تو اسے ابھی بھی بیرونی امداد کی ضرورت تھی چنانچہ عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ البانیہ کے تعلقات استوار ہو گئے اور البانیہ کو چین کی طرف سے مالی اور فنی امداد ملنی شروع ہو گئی۔ سیمنٹ پلانٹ' گلاس فیکٹری' کیمیکل فیکٹری' اور الیکٹرک پاور کے پرزہ جات ملک میں بننے شروع ہو گئے۔ کئی علاقوں کو کاشت کے قابل بنایا گیا خاص طور پر پہاڑی علاقوں میں کاشت کاری میں ترقی ہوئی۔

البانیہ میں شرح پیدائش یورپ میں سب سے زیادہ ہے جو کہ اس کی اکانومی پر اثر انداز ہوتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ چین کے ساتھ 1977ء میں معاہدات ختم ہو گئے اور البانیہ کے چین کے ساتھ تعلقات بگڑ گئے اور 1980ء میں البانیہ نے یوگوسلاویہ کے ساتھ تجارتی معاہدات کئے۔ اور یوگوسلاویہ ہی اس کا اہم ترین تجارتی ساتھی رہا ہے۔ سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد ظاہر ہے کہ البانیہ کی اقتصادی صورت حال پر بھی منفی اثرات پڑے ہیں۔ اور پھر یوگوسلاویہ جو کہ اس کا اہم ترین تجارتی ساتھی تھا وہ بھی انقلاب روس کے ساتھ ہی شکست و ریخت کا شکار ہو گیا اور وہاں کی غیر فطری اجتماعی ریاستوں نے آزادی کا اعلان شروع کر دیا اور آزادی کے اعلان کے ساتھ ہی ان کی باہم جنگیں شروع ہو گئیں جو آج بھی جاری ہیں یعنی بوسنیا، کروشیا، سربیا اور دیگر آزاد ریاستوں پر مشتمل یوگوسلاویہ میدان جنگ بن چکا ہے اور یورپ جسے امن کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے وہ آج کشت و خون کی تاریخ رقم کر رہا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم مبشر احمد چوہان صاحب دار النصر غربی کے بڑے بھائی مکرم منور احمد عزیز صاحب اسسٹنٹ فیلڈ سروس ایڈوائیزر کا 95-7-23 کو پسرور ضلع سیالکوٹ میں موٹر سائیکل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ جس سے دائیں جانب کی ٹانگ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اب مورخہ 14۔ اگست کو ڈاکٹر میاں مبشر صاحب کے زیر سایہ فضل عمر ہسپتال میں آپریشن ہوا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جلد صحت یاب فرمائے۔

○ مکرم محمد شریف صاحب دار العلوم شرقی ہفتہ بھر سے مسلسل بخار آنے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ افاقہ نہیں ہو رہا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ زوجہ عنایت حق خاں صاحب پیلی بھیت (انڈیا) حال بھڈال ضلع سیالکوٹ (پاکستان) تقریباً 85 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد 95-8-9 کو وفات پا گئیں۔ ان کا جنازہ محمد اسحاق صاحب صدر جماعت نے پڑھایا اور مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

○ مکرم چوہدری غلام رسول صاحب سندھو آف چک نمبر 43 جنوبی سرگودھا مورخہ 3۔ اگست 1995ء کو بعمر 93 سال رات ایک بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئے۔ ان کا جنازہ بعد از عصر پڑھایا گیا اور گاؤں میں ہی تدفین ہوئی۔

آپ اپنی مجلس کے زعیم انصار اللہ بھی تھے۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے رفیق حضرت غلام محمد صاحب آف چک نمبر 99 شمالی سرگودھا کے داماد بھی تھے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

اعلان دار القضاء

○ (مکرم محمد اصغر خان صاحب بابت ترکہ امتہ الکلثوم صاحبہ)

مکرم محمد اصغر خان صاحب چک نمبر L-9/142 براستہ ہڑپہ اسٹیشن تحصیل و ضلع ساہیوال نے درخواست دی ہے۔ کہ ان کی اہلیہ محترمہ امتہ الکلثوم صاحبہ بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ ان کے نام قطعہ نمبر 17/48 دار الرحمت وسطی برقبہ دس مرلہ میں سے ایک مرلہ الاٹ شدہ ہے۔ لہٰذا یہ ایک مرلہ پلاٹ مکرم محمد یوسف صاحب ڈرائیور فضل عمر ہسپتال کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

مکرم محمد اصغر خان صاحب (خاوند)

مکرمہ فرح اصغر صاحبہ (بیٹی)

مکرم جہانزیب صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

○ (محمد عظیم صاحب بابت ترکہ راجہ فضل الٰہی صاحب)

مکرم راجہ فضل الٰہی صاحب ولد راجہ قائم دین صاحب ساکن مکان نمبر 6/8 دار الصدر شمالی ربوہ کے ورثاء نے درخواست دی ہے کہ موصوف بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا مذکورہ پلاٹ نمبر 6/8 برقبہ ایک کنال (بمع مکان) دار الصدر شمالی ربوہ درخواست دہندگان کے نام منتقل کر دیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

1۔ مکرم محمد عظیم صاحب (بیٹا)

2۔ مکرم منور احمد صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

اعلان داخلہ ڈینٹل ٹیکنیشن کورس

○ پنجاب ڈینٹل ہاسپٹل لاہور میں دو سالہ ڈینٹل ٹیکنیشن کورس کے لئے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ داخلہ کی شرائط۔

(ا) میٹرک سائنس مضامین کے ساتھ کم از کم 425/850 نمبر (2) فزکس۔ کیمیا۔ بیالوجی میں 150/300 نمبر (3) عمر 17 سال سے کم اور 23 سال سے زیادہ نہ ہو (4) 20 اضافی نمبران طلبہ کے لئے جنہوں نے میٹرک اور F.sc. فرسٹ ڈویژن میں کیا ہو۔ (5) ڈومیسائل ہونا ضروری ہے۔ داخلہ فارم ہسپتال سے حاصل کر کے پانچ ستمبر 95 تک جمع کروائے جا سکتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے روزنامہ "Nation" مورخہ 16۔ اگست 95 ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

اعلان

○ ربوہ میں اپنی گمشدہ اشیاء کی اطلاع محترم صدر صاحب عمومی کے دفتر میں دیجئے۔ اور اگر آپکو کوئی گری پڑی چیز ملے تو وہ صدر عمومی صاحب کے دفتر میں پہنچا دیں۔

ربوہ سے باہر سڑکوں پر یا شہروں میں گمشدہ اشیاء کا اعلان مفید ثابت نہیں ہوتا۔

(ادارہ)

امداد برائے مستحق طلباء

○ شعبہ امداد طلباء مستحق طلباء کی امداد کیلئے صدر انجمن میں مشروط بامد کے طور پر ہے۔ اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعے پورے کئے جاتے ہیں۔

شعبہ امداد طلباء مخیر احباب کی اعانت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

عطیات اور صدقات کی رقوم اس وضاحت کے ساتھ کہ یہ رقم عطیہ یا صدقہ برائے امداد طلباء ہے براہ راست بنام نگران امداد طلباء یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد امداد طلباء بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

(نگران امداد طلباء)

نمایاں کامیابی

○ عزیز مکرم فضل اللہ خان تیمور نے امسال میٹرک کے امتحان میں گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 چکوال میں 748 نمبر لے کر سکول میں دوسری پوزیشن حاصل کر کے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔

(نظارت تعلیم)

سیکرٹریان کرام اور والدین واقفینِ نو توجہ فرمائیں

○ (ا) جو والدین نیا وقف کریں وہ فارم پر یہ ضرور تحریر کریں کہ بچے کے وقف کرنے کا ارادہ قبل از پیدائش تھا یا بعد از پیدائش۔

(اا) سالانہ انفرادی پراگریس رپورٹ فارم جلد از جلد پر کر کے بھجوائیں۔ خاص طور پر ارادہ وقف قبل از پیدائش یا بعد از پیدائش کا خانہ ضرور پر کریں۔

(ااا) جن والدین کو ابھی تک سالانہ انفرادی پراگریس رپورٹ فارم موصول نہ ہوئے ہوں وہ وکالت وقف نو ربوہ کو عام خط کے ذریعہ جلد از جلد مطلع فرمائیں کہ ان کا ارادہ وقف قبل از پیدائش یا بعد از پیدائش [illegible] وقف نو)

○ تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تاکہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

Incharge Waqfe Nau, (Central
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL
United Kingdom

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ۔ لندن)

1۔ اپنے خاندان کے بزرگوں، مربیوں، واقفین زندگی اور جماعتی عہدیداروں کے متعلق لکھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جماعتی رابطے اور تعلق خاطر کے لئے "میرا خاندان" مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ احباب جماعت ان سب کے لئے دعا بھی کرتے ہیں۔

2۔ اپنے علم کو "الفضل" کے ذریعہ وسیع حلقہ تک پہنچائیے۔ اور اس طرح جماعت کی علمی ترقی میں حصہ دار بنئے۔ (ادارہ)

• فرج • فریزر
• کوکنگ رینج
• گیزر
• واشنگ مشین
• ہیٹر کیلئے

احمد برادرز

شہناز پلازہ
چاندنی چوک
راولپنڈی
فون: 451030، 424994

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 20- اگست-1995ء
درجہ حرارت کم از کم 30 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 37 درجے سنٹی گریڈ

○ حکومتی صلاح مشوروں میں اچانک تیزی آ گئی ہے۔ صدر کی وزیراعظم سے ملاقات ہوئی جس میں صدر نے وزیراعظم کو مسٹر اجمل خٹک سے ملاقات میں زیر بحث آنے والی تجاویز سمیت دوسرے امور سے آگاہ کیا۔ آئی ایس آئی اور انٹیلی جنس بیورو کے سربراہوں نے بھی ملکی حالات کے بارے میں وزیراعظم کو بریفنگ دی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین نے راکٹوں سے حملہ کرکے بھارتی بریگیڈئر سمیت ۳۵ فوجی ہلاک کر دیئے۔ بٹالین ہیڈکوارٹر پر حملے کے بعد حرکت الانصار اور فوج میں ۱۸ گھنٹے تک شدید جھڑپ جاری رہی۔ ۷۔ مجاہدین بھی شہید ہو گئے۔

○ ملک میں چینی کی اضافی پیداوار کے باوجود قیمت میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اب چینی ۱۸۔ روپے کلو مل رہی ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری مڈٹرم الیکشن پر رضامند ہیں۔ کچھ وزراء بھی مڈٹرم انتخابات کے حق میں ہیں۔ لیکن حکومتی موقف سامنے نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف کی صدر سے ملاقات کا کوئی امکان نہیں۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ مڈٹرم الیکشن کا شور مچانے والے مزید تین سال انتظار کریں۔ پی ڈی ایف مضبوط سیاسی اتحاد ہے۔ ہم ایک تھے۔ ایک ہیں۔ اور ایک رہیں گے۔ ذخیرہ اندوزوں کو معاف نہیں کریں گے۔

○ حکومت نے ایک ہزار افراد کے باہر جانے پر پابندی عائد کر دی ہے ان میں سیاست دانوں' ارکان اسمبلی اور ایم کیو ایم کے کارکنوں کے علاوہ بیوروکریٹس اور اعلیٰ پولیس افسر بھی شامل ہیں۔ اس فہرست میں شامل ڈیڑھ سو سے زائد افراد کو ائرپورٹ سے واپس بھیج دیا گیا۔ ان میں ایک ڈی ایس پی اور ایم کیو ایم کے متعدد کارکن شامل ہیں۔ ایگزٹ کنٹرول لسٹ تمام ائرپورٹس پر فراہم کر دی گئی ہے۔

○ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے اعلان کیا ہے کہ ناجائز ذرائع سے بنائی جانے والی کروڑوں روپے کی جائیدادیں نیلام کر دی جائیں گی۔ وزیراعظم نے گریڈ ۱۶ سے گریڈ ۲۲ تک کے افسروں کے اثاثوں کی چھان بین کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ پرائم منسٹر معائنہ کمیشن اور وفاقی اینٹی کرپشن کمیٹی نے تحقیقات شروع کر دی۔

○ اپوزیشن نے حکومت کے خلاف جو نئی حکمت عملی مرتب کی ہے اس کی منظوری ولی خان اور الطاف حسین سے لینے کے لئے مسٹر اجمل خٹک لندن جائیں گے اور ان رہنماؤں کو مڈٹرم الیکشن کے بارے میں صدر لغاری کے موقف سے آگاہ کیا جائے گا۔ اپوزیشن نے صدر سے تعلقات بہتر بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ آئندہ سال انتخابات کا مطالبہ لے کر وفد ایوان صدر جائے گا۔ حکومت کے خلاف تحریک نومبر میں شروع ہونے کا امکان ہے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر مسٹر یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ حکومت کا موجودہ رویہ برقرار رہا تو اپوزیشن سے مفاہمت نہیں ہو سکتی۔ حزب اختلاف کا یہ کہنا درست ہے کہ میں اسیر ارکان کو لانے میں ناکام رہا لیکن میرے اختیار میں جو کچھ تھا میں نے کیا۔ مجھے اپنی حدود میں رہنا پڑتا ہے۔

○ کراچی میں قصور کے ایک شہری سمیت دس افراد تشدد کے واقعات میں ہلاک ہو گئے۔ قصور کے دو افراد نوکری کی تلاش میں کراچی گئے نامعلوم افراد نے اغوا کیا اور پھر گولیاں مار کر پھینک دیا۔ ایک ہلاک ہو گیا جبکہ دوسرا زخمی ہے۔ ایک گاڑی کو آگ لگا دی گئی۔ شہر میں فائرنگ کے واقعات بھی ہوئے۔

○ کراچی میں گرفتار شدہ ۳۰ دہشت گردوں میں سے ۱۱ دہشت گرد غیر مسلم نکلے۔ اس کا پتہ طبی معائنے کے وقت چلا۔

○ حیدر آباد دکن میں مسجد کو آگ لگانے کے بعد مسلم کش فسادات بھڑک اٹھے۔ شرپسندوں نے جمعہ کے روز مسجد کو آگ لگائی۔ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی۔ جگہ جگہ پتھراؤ ہوا۔ فسادات کا زور پرانے شہر میں ہے۔ تین ارکان اسمبلی سمیت ۵۰۔ افراد گرفتار ہو گئے۔

○ ٹیکس کے قوانین میں ترمیم کے خلاف چھوٹے تاجر پنجاب اسمبلی کا گھیراؤ کریں گے۔ ناصر باغ سے اسمبلی تک احتجاجی مارچ بھی کیا جائے گا۔

○ چینی کے گوداموں پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ ڈیلروں نے شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے اور ہڑتال کی دھمکی دے دی ہے۔ ڈیلروں کا کہنا ہے کہ [illegible] کی قیمتوں میں اضافے کے [illegible] دار نہیں ہیں جبکہ حکومت کا کہنا ہے کہ ان لوگوں نے چینی کو ذخیرہ کر رکھا ہے اور مارکیٹ میں مصنوعی قلت پیدا کر کے قیمت بڑھا دی ہے۔

○ چینی کے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کے نتیجے میں مزید ۱۳ لاکھ بوریاں برآمد کر لی گئی ہیں۔ جھنگ اوکاڑہ مظفر گڑھ ملتان اور جڑانوالہ میں بھی چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

○ گوجرانوالہ میں وفاقی وزیر انور سیف اللہ کی کھلی کچہری ہلڑبازی کا شکار ہو گئی۔

○ تاج کمپنی کے متاثرین کے لئے شاہ دین بلڈنگ کی جگہ پلازہ تعمیر کیا جائے گا۔

ضروری اعلان

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب آف اوکاڑہ نمائندہ الفضل برائے اشتہارات ' دورہ پر خانیوال' لودھراں' ملتان' ٹوبہ ٹیک سنگھ جا رہے ہیں۔ جملہ احباب اور عہدیداران جماعت احمدیہ سے تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر الفضل)

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں • کیڈمیم کیساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات۔
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جائے گی۔
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹرز : میاں نسیم احمد طاہر
میاں وسیم احمد
فون : دوکان 837 : گھر 212175

ہر گھر میں ہر وقت رکھنے کی دوا
گیس ٹربل۔ قبض۔ بدہضمی۔ کمی بھوک
ہاضمون رجسٹرڈ
خط لکھ کر بذریعہ ڈاک طلب کریں
نصرت دواخانہ ربوہ

SHAHAB EXPRESS
(WORLDWIDE TRAVEL SERVICE)
AKBAR PLAZA- G-10 - MARKAZ ISLAMABAD
TFI : 051 - 294342 - 290206
(سستے ٹکٹوں کیلئے ہم سے رابطہ کریں)

Contact
DAUD AHMED NASIR
ARTIST
SHOW
NEON SIGN,
PLASTIC SIGN.
HOARDINGS BOARD,
BANNERS,
SCREEN PRINTING
TEL.: 042 - 7584166
57 - FEROZEPUR ROAD ICHRA ADDA LAHORE

ہاضمہ اور پیٹ کی ادویات

		قیمت
☆ بدہضمی' پیٹ درد' کھٹے ڈکار' بھوک کی کمی اور پیٹ کی جملہ امراض میں۔ بفضلہ تعالیٰ فوری آرام کے لئے اکسیر ہے	DIGESTIN TABS.	18/-
☆ قدرتی بھوک کو بڑھا کر غذا کو جزو بدن بنانے کے لئے	APPETIZER CAPS.	18/-
☆ پرانا پیٹ درد' درد گردہ' انتڑیوں وغیرہ کا درد	COLIC CURE	20/-
☆ پیٹ میں ہوا۔ ریح۔ ہوا کا بکثرت خارج ہونا۔ ڈکار' اپھارہ	FLATULENCE CURE.	20/-
☆ معدہ کی جلن' تیزابیت' خوراک کی نالی اور سینہ میں جلن	HEART BURN CURE	20/-
☆ یرقان' جلد' آنکھوں اور پیشاب کی زردی' جگر کی خرابی	JAUNDICE CURE	20/-
☆ معدہ کا السر' زخم' معدہ کے منہ پر ورم اور جلن	STOMACH ULCER CURE	20/-

نوٹ : ایک سے زیادہ تکالیف اکٹھی ہوں تو ان سب تکالیف کی ادویات بیک وقت اکٹھی استعمال کی جائیں۔ اس طرح یہ مکمل مزاجی علاج ہو گا۔ جس سے جلد تر شفا کی امید ہے۔ تفصیلی لٹریچر منگوانے کے لئے -/2 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرمائیں۔
کیوریٹو انٹرنیشنل - ربوہ
فون کلینک 606 (04524) آفس 771 (04524)
سیلز 211283 (04524) فیکس 212299 (92-4524)

بہترین میٹریل اور شاندار رزلٹ کیلئے
اعتماد کا نام
الطاہر سیٹلائٹ سسٹم
اقصیٰ روڈ بوٹا مارکیٹ ربوہ
فون : EX : 211806